علامہ ماتیؔ جائسی

قصیدہ

بحضور سیّدی ومولائی جناب امام جعفر صادق علیہ السلام

منتہی دونوں کا ہے منزلِ عرفان ویقیں
کفر اک راہ کو کہنے لگے اک راہ کو دیں

گام زن مرحلہ در مرحلہ ہیں جن وبشر
سب ہیں مصروفِ سفر کوئی کہیں کوئی کہیں

کوئی اصنام کو سنگِ سر منزل سمجھا
حبلِ توحید بنی ایک کا سررشتۂ دیں

ایک نے کوہ گزیں ہونے کو رفعت جانا
ایک کا سجدہ رسا تابہ سر عرشِ بریں

خستہ سرگشتہ کوئی تاسر منزل پہنچا
کوئی آسودہ وبشاش ہے منزل کے قریں

مضطرب ہے، متاسف ہے، کوئی نالہ بلب
مطمئن ہے، متبسم ہے، کوئی خندہ جبیں

سر بزانو کوئی آزردۂ پاداشِ عمل
شاد ہے کوئی خوش اعمال بہ فردوس بریں

آج تو عادلِ مختار کو سمجھے دونوں
اب تو ہے واحد قہار کا دونوں کو یقیں

ایک کا مایۂ نازش ہے طریقِ جعفر
راہ کج دوسرے کے واسطے وجہ نفریں

شان میں ہادی سادس کے سنو مطلعِ نو
کہ بنے موجبِ افزائش انوارِ یقیں

نیّر فیض سے جعفر کے ہے روشن رہ دیں
ان کی ممنون ہے احکام خدا کی تدویں

حق پرستی کے لئے مایۂ نازش ہے یہ ذات
نام ہی ہوگیا صادق وہ صداقت آئیں

جلوہ گر روئے منوّر میں جمالِ نبوی
جو ہر تیغ یداللہ ہے یا چینِ جبیں

مظہر خلقِ حسنؑ حسنِ تبسّم اُن کا
سر بسر شانِ حسینی ہے سراپائے حسیں

مرکز طوف نہ افلاک بنا گنبد قبر
موجب فخر ہے بنیاد حرم بہر زمیں

ذات معبود کہ موجود مشہود نہیں
اس کی ہستی کا عطا کردیا منکر کو یقیں

مادیت سے ہیں ماخوذ ثبوتِ الحاد
قلب انساں میں سہولت سے جو ہوں جائے گزیں

اب رہا عالمِ تجرید، سو اُس کا ہے یہ حال
کہ جو کچھ بھی ہو وہاں قابلِ ادراک نہیں

ان فضاؤں سے اگر لا بھی سکے کوئی دلیل
کون سمجھے اُسے اور کیا ہو سبیل تلقیں

تجھ پہ میں اور مرے ماں باپ فدا ہوں مولا
روحِ تبلیغ ہے تلقیں کا یہ مُسکِت آئیں

عمقِ قلب میں ملحد کے چھپا تھا جو راز
کی بہ اعجاز اسی راز سے اس کی تسکیں
واقعہ یہ ہے کہ پوچھا یہ شہِ والا نے
کبھی دریا میں ہوا ہے تو ہلاکت کے قریں
سُن کے اقرار، امامِ دوجہاں نے یہ کہا
پھر ترے دل نے سہارا کوئی چاہا کہ نہیں
ہوچکا معترف اس کا بھی تو ارشاد ہوا
جس سے اس وقت بھی تھی آس وہ ہے ربِ معیں
فاش کرتا ہے اب اک مطلع نو سے ماتیؔ
رازِ تسخیر عناصر بہ سماؤ بہ زمیں
نقش سے نام پر اعجاز کے اے سرورِ دیں
ہے مزیّن بن داؤد کی خاتم کا نگیں
اور تو اور، شہا! بوذر وسلماں کے لئے
خوشہ چینی ترے گلزار کی برگِ تمکیں
میں گنہ گار، کہاں سر کو جھکاؤں اللہ!
درِ مولا پہ ہے معصوم فرشتوں کی جبیں
ہے بہر حال اسی در کا تصوّر دل میں
سر کو اب عالمِ معنی میں جھکاتا ہوں وہیں
تجھ کو حالات کا بھی علم ہے حاجات کا بھی
شرح وتفصیل کی یا شاہ ضرورت ہی نہیں
میں یہ سمجھوں کہ مجھے دولت دارین ملی
ہو اگر اک نگہہ لُطف سوئے عبدِ حزیں

نعت مرسل اعظمؐ

ندیؔ الھندی

مرے سرکار ہے دنیا کی عزت آپ کے در سے
فلک نے بھیک میں پائی ہے رفعت آپ کے در سے
نہیں ہے بے سبب دنیا کو الفت آپ کے در سے
ہے وابستہ زمانے کی ضرورت آپ کے در سے
مریضان ولائے مرتضیٰ بے حد توانا ہیں
عجب انداز سے بٹتی ہے صحت آپ کے در سے
ہمیں **لا تقنطوا من رحمۃ اللہ** پر عقیدہ ہے
کنیزوں کو ہے امیدِ شفاعت آپ کے در سے
عدوئے جاں سے بھی ہمدردیاں کیا خوب سیرت ہے
جہاں لے درسِ معیارِ شرافت آپ کے در سے
جنھیں جانا ہے جنت آئیں وہ سب آپ کے در تک
کہ دیکھا جا رہا ہے بابِ جنت آپ کے در سے
یہی لگتا ہے جیسے دولت کونین پائی ہے
بہت ہی خوش ہیں پابندِ محبت آپ کے در سے
ہیں سردار جوانان جناں جب آپ کے گھر میں
تو پھر بیشک ملے گی سب کو جنت آپ کے در سے
خدا رکّھے درِ جود وکرم ہے آپ ہی کا در
وہ کافر ہے جسے ہوئے شکایت آپ کے در سے
جسے بھی آپ کے در سے محبت ہے وہ زندہ ہے
وہ ہے مردہ جسے بھی ہے عداوت آپ کے در سے
فساد و انتشار وتفرقہ کی نذر تھی دنیا
زمانے کو ملا پیغام وحدت آپ کے در سے
ندیؔ الھندی سوالی ہے تو بیشک آپ کے در کی
اُسے ملتا ہی ہے حسبِ ضرورت آپ کے در سے